رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اگر دن دیکھنا عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار نہیں ہوں۔

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداران

چندہ غیر ممالک

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۶ شوال ۱۳۳۲ھ ہجری | نمبر ۳۶

Digitized by Khilafat Library

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو نزلہ سے آرام ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک میں امید کرتا ہوں۔ کہ درس دو چار روز سے بند ہے

۲۔ برادر بدر بخش صاحب باجوت سہارنپور جلسے والے ہیں۔ برادر محمد یلین صاحب جا چکے ہیں۔

۳۔ ۱۲۔ ستمبر کو تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ۱۵ ستمبر کو مدرسہ احمدیہ کھلے گا۔ طلباء کے متولیوں کو چاہئیے۔ کہ تاریخ مقررہ پر اپنے بچوں کو دارالامان میں پہنچا دیں۔ تاکہ حرج نہ ہو۔

۴۔ مہمانوں سے اکبر علی شاہ سبہ دگجرات، ماسٹر محمد زمان صاحب اور ان کے بھائی محمد سلطان۔ دگوجرانوالہ) آئے۔

۵۔ رسالہ نشان فضل بجواب رسالہ المسیح الموعود ایک آنہ قیمت پر منگوا کر احباب تقسیم کریں۔ ۶۔ الفضل کے متعلق خط و کتابت کسی شخص کے نام سے نہیں ہونی چاہئے بلکہ با قاعدہ یعنی مینیجر یا ایڈیٹر۔

تازہ خبریں

پیرس سے باہر جانے والی سڑکیں موٹر کاروں دیہاتی چھکڑوں۔ بائیسکلوں وغیرہ سے بھری ہوئی ہیں

لنڈن ۴۔ ستمبر۔ جرمن بلجیم کے ایک ہزار سول باشندوں کو فصل کاٹنے کے لئے بطور بیگار کام لینے کی غرض سے برمنی لے جا رہے ہیں۔

لنڈن ۴۔ ستمبر۔ جرمن گشت کنان دستوں کے ہر لحظہ پیرس کے قریب پہنچنے کی توقع کی جاتی ہے رسالہ کے افسروں میں سے ہر ایک کی یہ کوشش خواہش ہے۔ کہ سب سے پہلے میں پیرس کو دیکھوں۔ جسکا تصور ۴۰ سال سے جرمنی کے عالم خیال میں بندھا ہوا ہے۔

لنڈن ۴۔ ستمبر۔ ہزاروں آسٹروی لیمبرگ میں ہلاک ہوئے۔ نیز بہت سے آسٹروی قید ہوئے۔

لنڈن ۴۔ ستمبر۔ روسیوں نے بیلن میں آسٹروی لشکر کو شکست دیکر اسکا تعاقب کیا۔ اور ایک ہزار سپاہی اسیر کئے۔ نیز ۱۰ توپیں بھی روسیوں کے ہاتھ آئیں۔ سات دن کی لڑائی میں چالیس ہزار آدمی روسیوں نے اسیر کئے ہیں۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ روسیوں نے نجشنبہ کو لیمبرگ پر قبضہ کر دیا

لنڈن ۴ ستمبر۔ روسی سپاہ نے آج لیمبرگ اور جنرل برسیلوف نے ہیلگز پر قبضہ کیا۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ سر ایڈورڈ کارسن نے آج تقریر میں بیان کیا۔ کہ یہ عارضی صلح ضرور قائم رہنی چاہئے کیونکہ اس سے حکومت و قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ ہندوستانی مقیمان لنڈن کی ایک تعداد صلیب احمر کی ہدایات حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ ہندوستانی افواج کی مدد کے لئے ایک علیحدہ دستہ تیار کیا جا سکے۔

باہتمام منشی غلام رسول صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پبلشر دفتر رسالہ ... شائع کیا۔

"مسافر آگرہ" مولوی محمد علی کی پیٹھ ٹھونکتا ہے

مسافر آگرہ نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مولوی محمد علی ایم۔ اے کا بڑی عزت سے ذکر کیا ہے اور اس بات پر بہت خوش ہے۔ کہ ایم۔ اے صاحب نے مردم پرستی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ پھر شودہ دیاسنند۔ کہ اسلام کی بنیاد ہی مردم پرستی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ایک مسلمان کے لئے نجات کی پوری قیمت یہی ہے۔ کہ وہ حضرت محمدؐ کا نام کلمہ طیبہ میں پرم پتا پرماتما کے نام کے ساتھ شریک کرے۔ اور نجات حاصل کرنے کے لئے آنحضرت کی شرن لے۔ ورنہ وہ لاکھ نیک کام کرے۔ دن میں سو سو مرتبہ نماز پڑھے۔ تمام جان و مال زکواۃ میں دے ڈالے۔ اور رات کعبہ کی دہلیز پر ناک رگڑتا رہے۔ لیکن قرآن فتوے دے چکا ہے۔ کہ جب تک وہ حضرت محمدؐ کا دامن نہ پکڑے گا۔ آپ کو خدا کا فرستادہ دینی تسلیم نہ کرے گا۔ تب تک وہ بہشت کے اندر تو رہا درکنار بہشت کے سو سو کوس نزدیک بھی نہ پھٹکنے پائے گا"

مسافر آگرہ تو شاید اسلامی تاریخ سے واقف نہ ہو مگر مسٹر مولانا محمد علی خوب جانتے ہیں۔ کہ اسلامی دنیا میں ابتداء میں بھی

"اسجدوا لآدم"

کا حکم ہوا تھا۔ اسوقت بھی ایک نادان حقیقت حال کو نہ جانتے اور اصل امر کو نہ پہچانتے ہوئے بڑا موحد بنکر سمجھا۔ اور اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور اس حکم پر ایک ریخ آلود نگاہ ڈالی۔ مگر اسے اپنی خدمات کا صلہ سوائے ان لعنتی علیک الی یوم الدین کے کچھ نہ ملا۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کو ۱۰ ستمبر ۱۹۱۶ء سے وی پی کئے جاتے ہیں۔ وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

پیغام والوں کا مسلمہ بزرگ خلیفۂ ثانی کے قدموں میں

علاقہ خوشاب کے ایک سائیں صاحب ہیں۔ ان کا نام ہے سائیں احمد الدین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہم پیغام والے ان کے بڑے معتقد ہیں۔ ان کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمیشہ ان کی عزت و تکریم اور ان کے بیان کردہ رویا و کشوف پر یقین رکھتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب انہیں اپنا پیر و مرشد کہا کرتے ہیں۔ وہ دار الامان میں حاضر ہوئے۔ اور یہاں اپنا ایک کشف بیان کیا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت سیدنا محمود اس وقت خلیفۂ برحق ہیں۔ اور پھر بیعت کر لی۔ اور اپنی بیعت کا اقرار و رویاء کا بیان بہت سے حاضرین کے روبرو کیا جن کے نام محفوظ ہیں۔ دیکھئے اب پیغام والے اپنے مسلمہ بزرگ و پیر کے بارے میں کیا فتویٰ دیتے ہیں اس کا اتباع کرتے ہیں۔ یا اسے بھی پیر حامد شاہ صاحب کی مانند سلسلہ کا ملہم و متقی مان کر پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ سائیں احمد الدین صاحب لاہور کے ڈوری باف کو اپنا مرید بتلاتے تھے۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار پنشنر بھی سائیں صاحب سے بہت ارادت رکھتے تھے۔ شاید وہ اب اس تردد سے نکل آئیں۔ جو بیعت کے بارے میں انہیں لاحق ہے۔

نبی کے بارہ میں شک کرنا بھی کفر ہے

الفضل میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس میں ایک فاضل نے بتایا ہے کہ یہ عقیدہ کہ

"کفر وہی ہے۔ جو بعد وضوح حق اور اطمینان قلبی کے پھر بھی براہ عناد کیا جائے"

جمہور علماء کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ پھر حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۴ کا حوالہ دیکر ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک بھی کفر معاندہ کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ متردد بھی کافر ہے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ

"بہت سے مقامات پر ریب پر حکم کفر کیا ہے اور کفار کے صفات میں ریب کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا الایہ وانہم لفی شک منہ مریب۔ انہم کانوا فی شک مریب۔ وارتابت قلوبہم فہم فی ریبہم یترددون بل ہم فی شک منہا بل ہم عمون وغیر ذلک من الآیات احادیث سے بار ثابت ہے۔ کہ جبکہ ایمان لانے سے انکار کیا۔ اس پر کفر کا حکم کیا گیا۔ کبھی بھی یہ تحقیق نہیں کیا۔ کہ یہ عناداً منکر ہے۔ یا کسی اور طرح سے۔ من ادعی فعلیہ البیان وردونہ خرط القتاد آنحضرت صلعم نے جن خطوط کے ذریعے تبلیغ دعوت اسلام فرمائی ہے وہ خطوط کتب احادیث میں منقول ہیں۔ ان کے مضامین پر ادنیٰ توجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انکار کو کفر سمجھا گیا۔ بعض خطوط میں آنحضرتؐ کا نامہ بر نہیں گیا۔ حتیٰ کہ یہ کہا جاوے۔ کہ اس نے زبانی گفتگو کر کے شبہات کو زائل کر کے اطمینان کرا دیا ہوگا۔ اور پھر بھی آخر میں تولی پر فعلیک اثم الاریسیین کا حکم فرما دیا ہے۔ جس سے اس احتمال کا بھی انقطاع ہو گیا۔ کہ مطلقاً ہر منکر پر کفر کا حکم دنیا میں ہے۔ کہ آخرت میں صرف معاند کے ساتھ کفر کا معاملہ ہوگا۔ نہ کہ ہر منکر کیساتھ"

مسیح موعود کا نام کیا تھا؟

آجکل منکرین خلافت اس بات کو بہت پھیلا رہے ہیں۔ کہ ہم نے حضرت اقدس کا نام غلام احمد سے بدل کر احمد رکھ لیا ہے۔ اور یہ ایسا فعل ہے۔ کہ آج تک کسی ہادی کی قوم نے نہیں کیا۔ ہم پچھلے پرچے میں بتا چکے ہیں۔ کہ یہ نام سب سے اول اللہ تعالےٰ نے رکھا۔ اور اسی یا احمد سے خطاب کیا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ پھر خود مسیح موعود نے اسی نام سے بیعت لی۔ اور ہم سب نے بیعت کی۔ مگر اب ایک اور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جس کا جواب منکرین خلافت قیامت تک نہیں دے سکتے۔

حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں فرمایا ہے۔ "میرے بعد میرے نام سے بیعت لے" مولوی محمد علی صاحب بھی اپنے آپکو خلیفہ مجاز سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی بیعت کے الفاظ ۷۔ جون ۱۹۱۴ء کے پیغام میں چھپے ہیں جو یہ ہیں۔ "آج میں محمد علی کے ہاتھ پر احمدؑ کی بیعت میں داخل ہو کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں" اب بتاؤ۔ کہ یہ احمدؑ کون ہے اور کس کا نام ہے اگر حضرت مرزا صاحب کا نام احمدؑ نہیں۔ تو کیا محمد علی صاحب نے الوصیت کے مندرجہ حکم کی تعمیل کی جس میں ارشاد ہے کہ میرے نام سے بیعت لے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دار الامان۔ ۸۔ ستمبر ۱۹۱۴ء

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہمارا فرض!

جس طرح عسر کے بعد یسر ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک خوشی کے بعد غم آرام کے بعد تکلیف اور راحت کے بعد رنج کا آنا ضروری ہے۔ لیکن انسان ضعیف البنیان نہیں جانتا۔ کہ کل جو دن مجھ پر طلوع کرے گا۔ وہ میرے لئے کن کن آلام و افکار کو ساتھ لائے گا۔ اور مجھ سے کیا کچھ سلوک کریگا۔ دنیا میں لوگ منجم کہلاتے ہیں لیکن دست قدرت کے آگے بے دست و پا ہوتے ہیں۔ دنیا میں سیاست دان تو ضرور پائے جاتے ہیں۔ لیکن الٰہی اسرار سے بالکل ناواقف۔ ہیئت دان نظر آتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کی مصلحتوں سے ناآشنا۔ اس لئے دنیا کا کوئی عقل مند سے عقلمند اور فہیم سے فہیم انسان بھی اپنے علم اور اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ ایک گھڑی بعد کے واقعات کے چہرے سے ناواقفی کا پردہ اٹھا سکے۔ ہاں ایک ایسا بھی انسان ہوتا ہے۔ جو آئندہ پیش آنے والے واقعات کو ایسے وقت میں بیان کرتا ہے۔ جبکہ گرد و پیش کے قرائن اور قیاسات اس کے خلاف نتیجہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ اکثر پرستاران علل و اسباب اس کی باتوں پر توجہ نہیں کرتے حالانکہ وہ کبھی یہ دعوے نہیں کرتا۔ کہ میں نے اپنے علم یا عقل کے ذریعے یہ بات دریافت کی ہے۔ بلکہ وہ اس کو اپنے معبود برحق کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور پھر وہی بات اپنے وقت پر واقع ہو کر اس مخبر صادق کی سچائی اور صداقت پر مہر لگا دیتی ہے۔ مبارک ہوتے ہیں وہ انسان جو ایسے نشانات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

موجودہ شور و شر کی نسبت جس نے تمام دنیا کے خرمن امن میں فتنہ و فساد کی چنگاریاں لگا دی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے فرمانے کے بموجب بہت عرصہ پہلے فرمایا تھا۔ کہ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" (۱۱۔ مئی ۱۹۰۲ء) یہ ایک ایسے وقت میں تمام جہان کو اطلاع دی گئی تھی۔ جبکہ کوئی سیاست دان دماغ اس پر ایک منٹ کے لئے بھی غور کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اور کوئی نازک خیال اور دقیقہ رس یوروپین مدبر ایک مشرقی آدمی کی بات پر توجہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کرتا تھا۔ لیکن اب واقعات زبان حال سے بتلا رہے ہیں۔ کہ آج وہ یوروپ جو امن اور سلامتی کا مخزن کہلاتا تھا۔ اور جو جنگ کو وحشیوں اور درندوں کا کام کہتا تھا۔ اپنے شوکت و جلال کے مذبح پر انسانی سروں کی قربانی کر رہا ہے۔ بھلا اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی ہے۔ کیا سمندروں کے خوفناک طوفانوں میں مچھلیوں کی طرح انسانی لاشے نہیں اچھل رہے۔ اور کیا چند گھنٹوں اور منٹوں کے اندر ہزارہا انسانوں کو ہلاک اور مضبوط سے مضبوط قلعوں اور فصیلوں کو تباہ اور مسمار کرنے والے آہن پوش جہازوں سے کام نہیں لیا جا رہا۔ کیا اس سے پہلے بھی اتنی بڑی بحری اور بری لڑائی کا ظہور صفحۂ دنیا پر ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ نبی کی صداقت پر بلا چون و چرا آمنا و صدقنا نہ کہا جائے۔ ہمارے ایمانوں میں حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے اور زیادتی ہونی چاہئے۔ اور ہوئی ہے۔ لیکن جہاں ہمارے مسیح کے منہ سے نکلی ہوئی بات نے آج ۱۲ سال کے عرصہ کے بعد اپنے کمال جلال کے ساتھ پورا ہو کر ہم کو اس زیادتی ایمان کا موقعہ دیا ہے۔ وہاں اس نے ہمیں اپنے ایک بہت بڑے فرض سے بھی آگاہ کیا ہے۔ کیونکہ قیصر جرمنی کے پرغرور سر میں پیدا ہونے والے ارادوں اور ملک گیری کی ناجائز اور ناروا تدابیر نے تمام دنیا کے امن و امان میں خلل ڈالدیا ہے۔ اور ہماری سرکار انگلشیہ ایسی پر امن اور سلامتی پسند گورنمنٹ کو بھی اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے عملاً مجبور کیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اپنے وقار اور عزت کو برقرار رکھنے کے لئے تلوار کو نیام سے نکالا ہے۔ اور کمزوروں کے بچانے اور حق کی حمایت میں لڑائی شروع کی ہے۔ اس لئے ہر ایک صداقت پسند انسان کی ہمدردی اور وفاداری گورنمنٹ انگلشیہ سے وابستہ ہے۔ اور ہم ہر وقت دست بدعا ہیں۔ کہ خدا وہ دن بہت جلد لائے۔ جبکہ اس دنیا کے امن شکن کو اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی باوفا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آغوش شفقت میں پلی ہوئی جماعت ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی اس وقت ہر ممکن صورت سے مدد کریں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ان وفاداری کے خیالات اور صادق جذبات سے کوئی احمدی ناواقف ہو۔ جو آپ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کے متعلق اپنی تحریروں اور تقریروں میں ظاہر فرماتے رہے ہیں۔ تاہم یاد دہانی کے لئے صرف آپ کی ایک دو تحریروں کا اس جگہ اعادہ کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں "میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں۔ جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی۔ تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر و کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی۔ تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۲)

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں۔ "وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم سب بھول گئے۔ لہٰذا ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا۔ کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶)

وہ قوم جس کے شرائط بیعت میں گورنمنٹ کی وفاداری رکھی ہوئی ہو اور جس کے راہ نما جس کے اپنی جانوں سے پیارے آقا و مرشد کے یہ سنہری کلمات ہوں۔ اس کی وفاداری۔ اس کی اطاعت کیشی اس کی فرمانبرداری سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی وفاداری کی نمائش کی ضرورت نہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم کسی سلطنت کے دامن شفقت میں رہ کر آرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں اگر ہم اپنے مذہب کی اشاعت پوری آزادی سے کر سکتے ہیں۔ تو وہ اس وقت صرف سلطنت برطانیہ کے ماتحت رہ کر ہی۔ اس لئے ہماری دلی اور بے ریا کوششیں ہر وقت اور ہر جگہ اسی کی مدد اور بہبودی سے وابستہ ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی ہر وقت پوری پوری پابندی کرنے کو تیار ہیں۔

بنو اور بن کے دکھا دو!

(از میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی)

مسلماں، مسلماں، مسلماں بنو
بناتا ہے جو تم کو قرآں بنو
زمانہ کی طرز و روش دیکھ لو
سمجھ بوجھ کر اب نہ ناداں بنو
مذاہب میں اسلام سردار ہے
مگر تم بھی تو اُس کے شایاں بنو
مقدم کرو دین کو دنیا پہ تم
تو پھر ہادیِ جن و انساں بنو
گلے میں حمائل ہو دل میں خدا
بہ تبلیغِ حق مردِ میداں بنو
اگر عاشقِ زارِ یوسف ہو تم
تو پھر عازمِ ملکِ کنعاں بنو
لٹا دو زر و مال بہرِ خدا
اُٹھو! جاں نثارانِ جاناں بنو
نکالو ہوس دل سے دُنیا کی تم
درستیٔ ادیان میں کوشاں بنو
کرو دین کی بادشاہی سدا
گدا بن کے تم شاہِ شاہاں بنو
ہر اک دن میں ظاہر ہے شانِ خدا
اسی کے لئے تم بھی ذی شان بنو
دکھاؤ تم اسلام میں وہ کمال
کہ ہر درد کا تم بھی درماں بنو
مصیبت میں کام آؤ ہر اک کی تم
یوں ہی چارۂ دردمنداں بنو
یہی خدمتِ دین کا وقت ہے
اٹھو! زورِ بازوئے یاراں بنو
دکھاؤ بس اب درد دین کے لئے
اسی کے لئے چشمِ گریاں بنو
نہ دین کے لئے تم میں ہو ننگ و عار
اب امداد میں اُس کی عریاں بنو
بناتے ہیں جو تم کو محمودِ قوم
اسی جسم کے تم بھی انساں بنو
اطاعت میں دکھلاؤ حامد وہ رنگ
کہ ہر حال میں جسم بیجاں بنو

احمدی قوم اپنی اولاد کی فکر کرے

وہ قوم جو اپنی ضروریات سے بے خبر اور اپنے اغراض ومقاصد سے ناواقف ہے۔ وہ اپنے مقصد کو کب حاصل کر سکتی ہے۔ اور اپنے مدعا میں کسطرح کامیاب ہو سکتی ہے اور پھر وہ قوم جس کے ذہن میں سمایا ہوا ہو۔ اور جس کی رگ رگ میں یہ رچا ہوا ہو۔ اور جسے تعلیم بھی یہی دی گئی ہو۔ اور جسکا وجود بھی اسی لئے ہو۔ کہ وہ اس وقت دنیا کی راہنما بنے۔ اور وہ ہی ایک ذریعہ ہو جس سے دنیا اپنے گندوں سے نجات پا سکتی ہو۔ اور تمام غلاظتوں سے پاک ہو سکتی ہو۔ وہ کیوں اتنی سست ہے۔ اور بے پرواہی اس پر کیوں غالب ہے۔ اسے کس طرح نیند آتی ہے۔ اسے کس امید نے اتنا لاغرض بنایا ہے۔ کیا اس کے لئے لازم نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے آپ میں ہی گھل جائے۔ اپنے کام کو پہچانے۔ اور اس کو انجام دینے کے ذرائع تلاش کرے۔ ایک مزدور جب اپنے گھر سے نکلتا ہی نہیں۔ تو یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ شام کو پیٹ بھرنے کے لئے اسے کافی پیسے مل جائیں۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ جا کر کوئی محنت تلاش کرے۔ تاکہ شام کو چند پیسوں کا مستحق ہو۔ پھر وہ قوم جو غور ہی نہ کرے۔ کہ اُس نے کیا کرنا ہے۔ کب وہ اپنے فرائض کے بجالانے میں عہدہ برآ ہو سکتی ہے۔ پھر وہ قوم جو ابھی سفر کی ابتداء میں ہی ہو۔ اور جس نے مشکل سے ابھی ایک ہی منزل طے کی ہے۔ وہ کیوں اتنی پست ہمت اور کم حوصلہ ہوتی جاتی ہے۔ ہماری قوم اہم فرائض سے بالکل بے پرواہ ہے ہم انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اپنی قوم کو ضروری ضروری امور کی طرف توجہ دلائیں گے۔ اور بتائیں گے۔ کہ اس کا نصب العین کیا ہونا چاہئیے۔ اور کون سی راہوں پر قدم زن ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔

اس وقت ہم اپنی موجودہ نسل کے مستقبل پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ احمدی قوم نے اس طرف توجہ بہت کم کی ہے۔ کہ وہ اپنی نسل کا تعلق دار الامان سے پیدا کرائے موت ہر وقت اپنا کام کرتی جاتی ہے۔ پہلی نسل آہستہ آہستہ ختم ہوتی جائے گی۔ موجودہ نسل اس کی جگہ لینے کیلئے تیار نہیں۔ ہاں ایک ہی راہ ہے۔ کہ احمدی قوم اپنی نسل کی بہت پرواہ کرے۔ اور اس کو بچپن ہی سے اپنے رنگ میں رنگین کرے۔ اور اسی پر ہی اکتفا نہ ہو بلکہ اس کی تعلیم کے زمانہ میں خاص حفاظت ہو۔

یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض کے والدین احمدی تھے۔ لیکن ان کے فوت ہو جانے پر انکی اولاد غیر احمدیوں میں جذب ہو گئی۔ یہ کیوں ہُوا۔ اس لئے کہ والدین نے پرواہ نہ کی۔ اور ان کو سلسلہ سے تعارف نہ کرایا۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ نوجوان نسل کا تعلق قادیان سے کم معلوم ہوتا ہے۔ وہ جو یہاں تعلیم پاتے ہیں۔ ان کو سلسلہ سے محبت ہے۔ اور احمدیت اور اسلام کی حقیقت سے واقف ہیں۔ کیونکہ انہوں نے یہاں رہ کر اپنی طالب علمی کے زمانہ میں روحانیت کو حاصل کیا۔ اور اسلام کی حقیقت کو سمجھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی معرفت کا حظ اٹھایا۔

یہ غور کا مقام ہے۔ کہ ہماری نسل پھر دہریت کا کیوں شکار ہو۔ اس وقت احمدی قوم کو فکر ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اولاد کی سنوار میں لگ جائے میں کہتا ہوں۔ ایک احمدی کس طرح برداشت کر سکتا ہے کہ اُس کی اولاد پر ایک وقت ایسا بھی آئے۔ کہ وہ پھر اندھیرے گڑھے میں جا گرے۔

اس لئے ہم احمدی قوم کو متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی اولاد کی فکر کرے۔ اور اپنے بچوں کا تعلق قادیان سے پیدا کرائے۔ اس کے لئے یہی ذریعہ ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو قادیان کے سکولوں میں داخل کریں۔ تاکہ وہ کچھ سال یہاں رہ کر دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کریں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اور بزرگانِ دین کی صحبت سے مستفید ہوں۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ جس سے احمدی قوم اپنی اولاد کو قادیان میں رکھ سکتی ہے۔ اس میں نہ بچوں کا حرج ہوگا۔ تعلیم بھی حاصل کرتے رہیں گے۔ اصلاح بھی ہوتی جائے گی۔

خلافت کا اہل کون ہے؟

ایک صاحب میر احمد حسین نام ۔ جو اپنے آپ کو حکیم اور ڈاکٹر لکھتے ہیں ۔ خدا جانے کس یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں انہوں نے اول تو اپنے آپ کو بڑا سلیم الفطرت ۔ منصف مزاج ۔ دونوں فریق سے الگ ظاہر کیا ہے ۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے وہ اس سے پہلے ایک مضمون حضرت سیدنا صاحبزادہ اولوالعزم کے خلاف لکھ چکے ہیں بہر حال انکے سوالات کا جواب حسب ذیل ہے ۔

اعتراض ۔ خلیفہ مہاجر ہونا چاہیئے ۔ اور وہ مہاجر بھی مولوی محمد علی ہی ہوں اور عمر چالیس برس سے زیادہ ہو ۔

جواب ۔ (۱) آپ قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کریں جسمیں یہ حکم درج ہو کہ خلیفہ ہمیشہ مہاجرین سے ہو اور غیر مہاجرین سے ہرگز نہ ہو ۔

(۲) آپ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل پیش کریں جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو کہ جو خلیفہ میری اُمت میں سے ہو ۔ وہ ضرور مہاجر ہی ہو اور غیر مہاجرین میں سے ہرگز نہ ہو ۔

(۳) آپ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال میں سے کوئی قول تحریروں میں سے کوئی تحریر پیش کریں ۔ جس میں یہ حکم ہو کہ میرا خلیفہ مہاجر کو بنانا اور غیر مہاجر ہرگز نہ ہو

(۴) آپ حضرت خلیفہ اول کے اقوال میں سے کوئی قول یا تحریروں میں سے کوئی تحریر نکالیں جس میں ان کا مذہب درج ہو کہ مسیح موعود کا خلیفہ غیر مہاجر نہ ہو ۔ ضرور مہاجر ہی ہو ۔

(۵) قرآن مجید میں وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت آیا ہے مگر ھاجروا تو نہیں آیا ۔ اگر کہو کہ ہجرت عمل صالح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ کیا نصرۃ فعل بد ہے ۔ اور کیا وہ عمل صالح نہیں ۔

(۶) یہ کہنا کہ کیا استخلف کا کیا چاہتا ہے ۔ کہ خلیفہ مہاجر ہو ۔ تو کیا کما یہ نہیں چاہتا کہ خلیفہ مکے عرب میں ہو ۔ قریشی ہو ۔ اور پہلا خلیفہ اپنے نبی کا خسر ہو وغیرہ ذلک ۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں ایک وجہ شبہ کافی ہے ۔ کہ کلی تطابق ۔ پھر یہ تو قرآن مجید کی آیت ہے ۔ جو حضرۃ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور من قبلہم سے مراد سلسلہ محمدیہ سے پہلے خلفاء ہیں نہ کہ سلسلہ محمدیہ کے خلفاء ۔ کیونکہ یہ آیت مسیح موعود پر وحی نہیں ہوئی ۔

(۷) مہاجرین میں خلافت کا اور انصار میں اس کا حق نہ ہونا ۔ اگر کسی نے بیان کیا ۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ نبی اور اس کے ساتھ ہجرت کرنیوالوں کی مدد کرنیوالے (یعنی انصار) ایسے قصوروار ہو جاتے ہیں کہ وہ اس نعمت الٰہی (خلافت) سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ایک خاص گروہ کے بارے میں ارشاد تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ انکے نوجوانوں نے ایک بے ادبی کا کلمہ منہ سے نکالا تھا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم مجھ حوض کوثر ہی پر ملنا ۔ دنیا میں اس کا اجر نہ پا سکو گے

(۸) ایسا ہی یہ بھی مشہور ہے کہ نبی کو ہجرت کرنی پڑتی ہے ۔ اب تم بتاؤ کہ مسیح موعود نے کونسی ہجرت کی ۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی حضرۃ موسیٰ نے ہجرت کی ۔ حضرت یوسف نے ہجرت کی وغیر ذلک ۔ پس جب نبی مہاجر نہیں تو خلفاء کیوں مہاجر ہوں ۔

(۹) تم جانتے ہو کہ حضرۃ مولوی نورالدین دوسری قدرت کے مظہر بہت سے علوم سے آشنا تھے ۔ اِنہیں بسطۃ فی العلم والجسم ہونے میں ذرا شک نہ تھا ۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ایک خطبہ جمعہ میں بڑے اہتمام سے یہ کیوں فرمایا کہ :۔

”ایک نکتہ قابل یاد سناتے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے نہیں رک سکا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان کو دیکھا ۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا × × × × ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے ۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے“

اب بتاؤ وہ خاص مصلحت اور خالص بھلائی کیا ہے ؟ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ خلافت کے لئے انکے سامنے ایسا مبارک وجود تھا ۔ جس کی عمر اس وقت ۲۲ برس کی تھی ۔

اب کیا حضرت مولانا نہیں جانتے تھے کہ خلیفہ مہاجر ہونا چاہیئے اور خلیفہ کی عمر چالیس برس ہونی ضروری ہے ۔

پھر دیکھو حضرت خلیفہ اول نے شیخ تیمور کو وصیت لکھ کر دی ۔ جس میں صاف طور پر لکھا کہ جس کا نام اس لفافہ کے اندر ہے اس کی بیعت کرو اور نام تھا محمود احمد ۔

اب بتاؤ ۔ کہ آیا حضرت مولانا خلیفہ اول کو یہ مسئلہ معلوم تھا یا نہیں کہ خلیفہ مہاجر ہونا چاہیئے اور اس کی عمر چالیس برس سے زیادہ ہو ۔ پھر کیوں اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ ۲۲ ۔ ۲۳ سالہ لڑکے کی بیعت کر لو اور کیوں اپنی یہی تقریر بند رجہ ذیل ۔

پھر اور سنو ! ابھی لاہوریوں نے اس خوف سے کہ کہیں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ نہ ہو جاویں اپنے ایک آدمی کی معرفت حضرت مولانا خلیفہ اول کی خدمت میں استفتاء پیش کیا کہ آیا چالیس برس سے کم کا کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے ۔ تو آپ نے پھٹ تکبہ کر دیا ۔

اب بتاؤ کہ آیا مولانا اس مشہور مسئلہ سے ناواقف تھے کہ خلیفہ مہاجر ہونا چاہیئے ۔ اور چالیس برس سے بڑی عمر کا چاہیئے

(۱۰) آپ نے لکھا ہے کہ :۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروز محمد تھے ان کا یہ سلسلہ احمدیہ سلسلہ محمدیہ کا ظل ہے پس ضروری ہے کہ اگر خلفاء اربعہ لیستخلفنہم میں سے تھے ۔ تو خلفاء مسیح موعود بھی خلفاء اربعہ کے ظل ہونے چاہئیں“

میں کہتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ ۔ سلسلہ محمدیہ کا ظل ہے ۔ تو ضرور ہے کہ کم از کم چار خلفاء تو ہوں ۔ پس بتاؤ کہ اگر صاحبزادہ صاحب خلیفہ نہیں ۔ تو پھر اور کون ہے ؟ اگر کوئی نہیں تو لازم آیا کہ سلسلہ احمدیہ ۔ سلسلہ محمدیہ کا ظل نہیں ہے اور یہ نعوذ باللہ یہ سلسلہ راستی پر نہیں یہ ایسی ہی دلیل ہے ۔ جیسے حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے ۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد ہونا چاہیئے ۔ اب اگر میں مجدد نہیں تو اب اور کون ہے ۔ پس ہم بھی کہتے ہیں کہ خلفاء مسیح موعود کا ہونا تو ضروری ہے اگر حضرت اولوالعزم خلیفہ نہیں ۔ تو پھر اور کسی مدعی یار کو پیش کرو ۔

(۱۱) مولوی محمد علی صاحب کے خلافت کے لئے پیش کرنا مدعی سست گواہ چست کا مصداق بنتا ہے ۔

لے ۔ مولوی محمد علی صاحب کا مذہب ہے کہ مسیح موعود کے

بعد سلسلہ خلفاء نہیں۔

(ب) وہ احمدیوں سے بیعت کے قائل نہیں۔ پس سرے سے جو اس منصب ہی کا قائل نہیں۔ اسے آپ اس منصب کے لئے کس منہ سے پیش کرتے ہیں ۔

(ج) مولوی محمد علی صاحب کی ہجرت کہاں گئی وہ تو قادیان چھوڑ چکے ہیں۔

(۱۲) اگر خلافت مہاجرین ہی کا حق ہے۔ تو سنو اب مہاجرین نے (سوا ایک کے) اسبات پر اتفاق کر لیا کہ ہمارا خلیفہ سید نا محمود ہو۔ پس آپ مہاجرین ہی کا اتباع کریں۔

(۱۳) اگر اسبات کی نظیر نہیں۔ کہ کوئی چالیس برس سے کم عمر کا خلیفہ ہوا ہو۔ اور غیر مہاجر ہو گیا ہو۔ تو اسبات کی نظیر بھی نہیں۔ کہ آپکے ممدوح جیسے اعلے و زبردست شخصیت کے لوگ اسقدر مرعوب ہوئے۔ کہ اپنا عہد ہجرت توڑ دیا۔

(۱۴) قادیان میں اڑھائی ہزار آدمی جمع تہا۔ ان کے شوریٰ سے حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوئے۔ پھر لاہور میں شوریٰ ہوا تو اس میں بھی حضرت صاحبزادہ ہی کو مقدم سمجھا گیا۔ گو انجمن کے اختیارات کے متعلق جھگڑا رہا۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب سے حضرت صاحبزادہ کو مقدم و برتر کہا گیا۔ پس جو مسند خلافت پر متمکن ہے۔ بہرحال اس کو ترجیح ہونی چاہیئے ۔

(۱۵) یہ غلط ہے کہ نبوت چالیس برس کے بعد ملتی ہے حضرت یحیٰ کو ارشاد ہوتا ہے۔ یا یحیٰی خذ الکتب بقوۃ و اتینٰہ الحکم صبیا۔ اور سورہ آل عمران میں اسے نبیاً من الصالحین کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ بھی چالیس سال سے بہت قبل ثابت ہے۔ حضرت اسامہؓ کو ۱۸ برس کی عمر میں فوج کا اعلےٰ سردار بنا دیا گیا۔ اور تمام مہاجرین و انصار حتی کہ حضرت عمر بھی انکی ماتحتی میں تھے ۔

(۱۶) چھوٹی اور بڑی عمر کا کوئی معیار ہونا چاہیئے۔ اور ففھمنٰھا سلیمٰن مد نظر ہے۔

(۱۷) بشیر ثانی (جو محمود ہے) کے ذریعے دوسری قسم ارسال خلفاء کی پوری ہونی ضروری تھی ۔ جو ہو چکی۔

اس کے بعد کچھ باتیں ڈاکٹر صاحب نے متفرق طور پر کی ہیں۔ جن کی بنا ناواقفیت اور بغض و عناد پر ہے۔ وہ قادیان آئیں اور دیکھیں۔ کہ تمکین حاصل ہے یا نہیں۔

کیا مرکز منکرین خلافت سے پاک ہے یا نہیں اور کیا جماعت کا کثیر حصہ داخل بیعت ہے یا نہیں۔ کیا آگے سے سب کام بڑھ کر زور شور سے جاری ہیں یا نہیں۔ باقی بغاوتیں تو خلیفہ اول کے عہد میں بھی ہوتی رہیں۔ جن بار تو آپکے ممدوحین نے بیعت کی۔ حضرت ابوبکر کو بھی اپنے بھائیوں سے جنگ پیش آئی۔ چندہ کے بارے میں حضرت علی کی خلافت بھی اپنوں ہی سے جنگ میں گذری۔ تو آپکے نزدیک انہیں بھی تمکین نہیں حاصل ہوئی اس لئے وہ خلیفہ برحق نہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب اصلاح گھر سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے گھر کی صفائی چاہیئے۔ پھر باہر کی یہی تبلیغ کا طریق ہے باقی رہا۔ تبلیغ اور حج کے ترقی کرنے کا سوال۔ سو یہ آپ ابھی سے سوال نہیں کر سکتے۔ آئندہ دنیا دیکھے گی۔ مسیح موعود کو بھی یہی کہا جاتا تہا کہ تمام دنیا مسلمان کیوں نہیں ہو گئی حالانکہ خدا کے کام آہستہ آہستہ اپنے وقت پر ہوتے ہیں لنڈن میں بھی خلیفہ ثانی کی طرف سے تبلیغ احمدیت ہو رہی ہے۔ جو احمد اور مسیح موعود کے خلیفہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کرے۔ اس کا نام نہ لینا دوسرے الفاظ میں یہ معنی رکھتا ہے کہ اس وقت مسیح موعود کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اگر سلسلہ احمدیہ کے نام کے بغیر اشاعت اسلام ہو سکتی تھی۔ تو پھر اس سلسلہ کو قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ باقی مصلح موعود کے بارے میں نشان نمبر ۲ میں سب باتوں کا جواب ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ ہاں آپنے انگریزی علوم سے واقفیت ضروری بتائی۔ اور یہ ضرورت بیان کرتے ہوئے شرم نہ آئی کہ ہمارے ڈور متقدا انگریزی سے مطلق ناواقف تھے۔ پھر جسقدر کام بڑے بڑے اس زمانے میں ہوئے وہ انگریزی دان جنٹلمینوں نے نہیں کئے۔ اور اصل دین جس زبان میں اور جس کتاب میں ہے اس کا علم چاہیئے نہ کہ دوسری زبانوں کا۔ اور انگریزی ہی نہیں۔ بلکہ کثیر حصہ اس فلسفہ کے تابع ہے۔ جو سنسکرت میں ہے۔ پس آپکے اصل کے مطابق سنسکرت کا عالم خلیفہ چاہیئے۔

الغرض یہ اصل غلط ہے۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ خلیفہ ثانی خوب انگریزی جانتے ہیں۔ اور ظاہری و باطنی علوم سے پُر ہیں۔ آپ کوئی بڑے سے بڑا اعتراض پیش کر کے دیکھیں۔ اور قرآن و حدیث سو ماہر ہونا دیکھنا ہو تو قادیان آؤ۔ اور اپنے ہر مدعی کو ساتھ لاؤ۔ خود تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ علمنٰہ علم من لدنا کے مصداق ہیں ۔

لیمزقنّھم

حضرت خلیفہ ثانی کا الہام لیمزقنّھم۔ کئی رنگ میں پورا ہو رہا ہے۔ اول اول منکران خلافت کے خیالات سنیئے جائیں تو سب لپنے اپنے عقیدے کے لحاظ سے ٹکڑے ٹکڑے ہیں کوئی مولوی محمد علی کو امیر قوم مانتا ہے۔ کوئی نہیں مانتا۔ کوئی حضرت خلیفہ نور الدین کو خلیفۃ المسیح مانتا ہے کوئی اس سے انکار کرتا ہے اور انہیں گمراہی پر سمجھتا ہے۔ کوئی قادیان میں چندہ دینے کا حامی ہے کوئی لاہور میں۔ غرض عجیب عجیب خیالات ہیں اب انکے دوستوں کی جمعیت بھی پراگندہ ہو رہی ہے۔ کوئی پہاڑ پر ہے کوئی جہلم کی طرف جاتا ہے۔ کوئی کسی اور بعید علاقے میں ادہر خواجہ صاحب پیغام میں رو رہے ہیں کہ ارادہ تہا کہ قسطنطنیہ پہنچیں جی چاہتا تہا۔ بیت المقدس دیکھیں۔ آرزو تھی دمشق جانے کی (خلیفہ من خلقنٰہ بننے کی) خواہش تھی سیر بیروت کی۔ امنگ تھی مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی۔ پھر عزم تھا قاہرہ کا پھر اہتمام تھا حاجی کہلانے کا مگر کچھ پورا نہ ہوا پیغام کے چھاپے سے ظاہر ہے۔ بعض بیچاروں کو نوکروں کی محبت نے اسی ٹوٹی پھوٹی انجمن کی آستان بوسی پر مجبور کیا۔ ہمو اسالم بنائی ان کی پراگندگی۔

روغن کافور ہیضہ۔ طاعون۔ چیچک۔ اسہال۔ پیچش۔ فیبر بتی اچھلنا۔ قے۔ معمولی بخار۔ گلا پکنا۔ ہچکی کالی کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ حرقت بول۔ سوزش مثانہ۔ جگر کی گرمی۔ بچوں کا پڑ جانا۔ پسلی چلنا۔ چنبول کا لاسنا۔ بچھو اور سانپ کا کاٹنا۔ کان کی کھلی زخم۔ لوط۔ جنبل۔ کان بہنا اور درد کان۔ داڑھ پیٹ کا درد۔ درد بائی گھٹنے اور جوڑوں کا درد۔ درد کا جسم میں پھرنا۔ منہ کا سوجھنا۔ سلیں بڑا عصبی درد۔ بچوں کی سبز دست۔ عورت کے نکھ کا درد۔ ناف بڑ جانا۔ [illegible]

دعوت الی الخیر

ملک شام میں تبلیغ

(سید ولی اللہ شاہ صاحب کا خط)

ایسے موقعہ پر حضور کی گفتگو کرتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھی بھر آتے تھے۔ اور دل رقت میں ہوتا تھا اس نے میرے ہاتھ کو پکڑا (زور سے بغیر میری مرضی کا) اور کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ - امنت بکل ما ذکرت عنہ۔ (تمام وہ باتیں جو آپنے حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق بیان کی ہیں۔ میں انپر ایمان لایا) اور میں آپکے دعوے کو ان ملکوں میں پھیلاتے اور آپ کی کتابوں کے ترجمہ کرنے پر کوشش کرونگا۔ میں نے کہا آپ جلدی مت کریں۔ میں ایسی شروع باتوں میں جلدی کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ آدمی کا ایمان اور اس کی نجات اسی پر منحصر ہے۔ اور میں نے تو ابھی آپکے پاس انجناب کے پاک ذکر کا دسواں حصہ بھی بیان نہیں کیا۔ سارے کا دسواں حصہ تو الگ رہا۔ جو شیخ محمد ہاشم کے پاس میں نے بیان کیا ہے۔ ابھی اس کا بھی دسواں حصہ میں نے آپکے پاس بیان نہیں کیا اور میں ابھی آپکے پاس ان کی یقینی خبر بیان کرونگا۔ تاکہ آپ یہ نہ کہیں کہ ولی اللہ نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے اور ایسا ایسا ہوا اس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اتنا ہی کافی ہے جو آپنے ذکر کیا میں نے کہا کہ ہم ملت ابراہیم پر ہیں جو حنیف تھا۔ میں اسکو سناتا رہا یہانتک کہ اس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل تھا کہ اس نے اتنے کو کافی سمجھا اور اس کو اطمینان ہو گیا۔ حالانکہ میں نے تو ابھی اکثر حصہ اس کا جو احمدیت لاتے ذکر نہیں کیا۔ اسپر وہ خوش ہوا۔ اور بڑا متاثر ہوتا ہوا معلوم ہوا۔ دوسرے دن مجھے اپنے گھر رکھا اور دوسری رات بھی۔ اور اس اثنا میں حضور کا ذکر کرتا رہا۔ اور تیسرے دن جب میں اپنے مکان پر آیا۔ تو حقیقتاً میرے دل میں یہ ولولہ تھا کہ میں نے تو حضور کے اوصاف کچھ بھی بیان نہیں کیا پھر میں آیا تو مجھے فوزی بے سے دعوت کا لفافہ ملا۔ یہ شہر میں سب سے بڑھ کر امیر آدمی ہے۔ اسکے بیٹے کی شادی سلطان عبد الحمید کی لڑکی سے ہے جیسا کہ میں نے شیخ ہاشم سے اکثر سنا۔ میں خوش ہے کر اس کے مکان پر گیا صرف تین آدمیوں کی دعوت تھی۔ شیخ ہاشم کی بھی (جو کہ بیروت کا ابن فتوے ہے) فوزی بیگ سے شیخ ہاشم نے پہلے دو دفعہ ملاقات کرائی تھی مگر کبھی اتنی گفتگو نہیں ہوئی۔ اور میں بہت سیند و رہا۔ فوزی بے پیرس کے کالج میں تعلیم یافتہ ہے۔ نہایت اعلیٰ مہندس ہے اب بوڑھا ہو گیا ہے اور نظر نہایت ہی کمزور ہو گئی یہاں تک اندھا ہونے تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ مجھے شیخ ہاشم نے اس کے سامنے کئی مرتبہ کہا کہ عطوفت بے کو آپسے بہت محبت ہے اور وہ اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس نہیں آتے۔ میں نے کہا یہ انکی مہربانی ہے اور میں انکا ممنون ہوں اور انکی شکایت کو دور کرونگا خیر کھانا آیا۔ ساری رات کھاتے اور باتیں کرتے رہے ذکر وحی کا تھا اور ملائکہ کا۔ جس کا وہ انکار کرتا تھا۔ اسپر سحری تک بڑی آرام و اطمینان سے میں نے بحث کی شیخ ہاشم اور اس کے ساتھی خوش اور عطوفت بے فکر میں۔ یہ کیا نئے دلائل ہیں۔ میں نے وان کل نفس لما علیہا حافظ کو لیکر . . . . . .

اور اس کے اندر مرکز قوت کا ہونا اور پھر بیرونی مؤثرات (روشنی۔ حرارت۔ برق۔ اثیر) کے اثرات سے اس کی زندگی کا قائم ہونا۔ پھر ہر مادی ذرہ کے وجود کے بواعث پھر زمین۔ سورج۔ چاند۔ ستاروں کا بیرونی و اندرونی قوت ثقل (اور مسئلہ زوج) سے قائم رہنا۔ ہواؤں و بادلوں کا چلنا و برسنا۔ خارجی قوی کے ذریعہ سے سورج کی روشنی کا اثر کے ذریعہ پہنچنا انسانی قویٰ کا ذاتی نقصان و انکا خارجی معاون و محرکات کی طرف احتیاج۔ غرض آئینہ کمالات اسلام اسوقت مجھے ساری یاد آگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور مجھے تو خیال تھا کہ مجھے نسیان کی مرض ہے۔ آخر میں شیخ ہاشم نے حضرت مسیح موعود کا ذکر کیا۔ غرض ہم اس سے سحری کے وقت رخصت ہوئے۔

اس سے دوسرے دن شیخ ہاشم کے ہاں میری دعوۃ تھی۔ کھانا کھا کر مفتی کے ہاں گئے اور اس سے پہلے میں مفتی کو نہیں ملا تھا۔ شیخ ہاشم نے مفتی کو کہا۔ ہل تعرف عطوفتکم ہذا الافندی"۔ لا اعرفہ۔ قال۔ ہذا الافندی من الہند"۔ یہ لفظ ہی تھے۔ اٹھ کر بولا۔ آؤ آؤ۔ السلام علیکم۔ قد کنت اسمع بکم ولم اتشرف برویتکم۔ خیر تکلفانہ رسمی باتوں کے بعد عطوفت صاحب نے مسلمانوں کی حالت اور دینی مسائل پر ذکر شروع کر دیا اور میں نے ہر بات پر یہ عزم کر لیا کہ اس کی ہر بات پر بفضلہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال سے بڑھ چڑھ کر بات لاؤنگا۔ جب وہ بات کہچکے تو میں کہوں۔ نعم وقال مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کذا و کذا۔ جب میں نے بہت سی لطیف باتیں حضور کی طرف منسوب کرتے ہوئے کیں (اور تبلیغ میں میرا یہی طرز ہے) تو وہ شیخ ہاشم سے بڑی تعجب آہستہ سے پوچھتا ہے۔ انکا استاد کون ہے۔ اس نے مختصر کیا۔ حضور کی تالیفات و جمعیت کا۔ اور لندن میں جو کام ہو رہا ہے مگر دعویٰ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ مفتی نے حضور کے لئے دعا مانگنی شروع کی۔ جب وہ بہت خوش ہوا اور دین کے لئے بڑا جوش دکھایا تو میں نے کہا کہ ہر ایک اجنبی سلطنت نے اپنے مشنری یہاں بھیج رکھے ہیں اور وہ نصرانیت وہ باطل کے پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہاں انہوں نے ریڈنگ روم بھی بنا رکھے ہیں اور اسلام کے برخلاف کتابیں بھر رکھی ہیں جن کا اثر طلباء مدارس پر۔ آپ کو معلوم ہے کیوں نہیں جناب مسلمانوں کو اس طرف توجہ کرتے۔ میں بھی چندہ ڈالتا ہوں۔ لطلاب کے لئے کتابیں مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو اسلام کی تعریف میں یورپ میں بھی لکھی گئی ہیں اور ایک گھنٹہ ہر روز اس ریڈنگ روم میں آفندیوں سے دینی مسائل پر صرف کرنے کے لئے تیار ہوں سمجھنے لگا یہاں نصاریٰ کی کثرت سے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں انہیں جوش نہ پیدا ہو جائے۔ شیخ ہاشم کہنے لگا۔ میں آفندی کو خوب جانتا ہوں۔ اس سے آپ اطمینان میں رہیں۔ بحث و جھگڑا کرتا ہی نہیں"۔ اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں بحث میں ابتداء کچھ اور کرتا ہوں اور مقصد میرا اور ہوتا ہے اور اس کی فطرت سے جواب نکالتا ہوں۔ شیخ ہاشم سے اکثر

بحث اس قسم کی ہوئی۔ اور خود ہی آخر مجھے کہا کہ یہ طرز عجیب ہے۔ خیر مفتی کو اس نے تسلی دی۔ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ ان سے مجھ کیا اُمید۔ اگر انہیں کچھ بھی ہمت ہوتی۔ تو مسیح موعود کا ہے کو آتے۔ ان کا جوش بھی پانی کا بلبلا ہے جیسا میں نے لکھا تھا کہ شیخ ہاشم سیاسی آدمی معلوم ہوتا ہے الحمد للہ کہ سعدین بیع ہوں۔ ان شیخوں کی کلام سے تو سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر کا ایک وظیفہ پڑھ لیا ہے۔ مجھے تجربہ ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں کوئی اسلام کی محبت نہیں کوئی عزت نہیں۔ دنیا کا دھندا ہے۔ دنیا کا فکر ہے میں نے اپنی عادت کے برخلاف یہ لمبا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس ذکر کو آج طول دیا ہے۔ میں اللہ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں۔ اور حقیقتاً یہ محض اسی کا احسان ہے۔ جس نے ایک تیسرے شخص کو جو عربی لکھنے پر مقتدر نیک دل معلوم ہوتا ہے۔ سلسلہ حقہ کی طرف توجہ دلائی۔ وہ تو بیعت کے لئے تیار تھا۔ مگر میں نے ابھی اسے منع کیا تھا۔ کہ جلدی مت کرو۔ مگر مجھے اس طرف اشارہ کر ہی دیا۔ اب اگر میرے پاس کتابیں ہوتیں تو میں بفضلہ تعالیٰ رمضان کے دنوں میں تبلیغ کا ایک حصہ ختم کر چکا ہوتا۔ اس کے اس جوش سے میں یہ فائدہ بفضلہ تعالیٰ لیتا۔ مگر نہ معلوم کیوں حضور نے توجہ نہ کی۔ میرے اس وقت آنسو پھوٹ آئے ہیں اور میرے دل کا شاہد اللہ کے سوا اور کوئی نہیں میں نے بہت دفعہ لکھا اور اب مجھ شرم آتی ہے۔ میرا یہ منشاء تھا کہ حضور کی کتابیں ہوتیں۔ اور پیشگوئیوں کے رسالے بھی مثلاً الوصیت وغیرہ۔ تو میں چار حصوں میں مضمون کو تقسیم کر کے حضور کی کتابوں سے ترجمہ کر کے شائع کر دیتا اس سے بڑھ کر مجھے اور کوئی صدمہ نہیں ہوگا کہ اگر یہ موقعہ میرے ہاتھ سے چلا جائے۔ زندگی کا کیا پتہ۔ یہ محمد علی بھی عمر رسیدہ ہے۔ عمدہ کاتب ہے۔ شیخ ہاشم بالکل کاتب نہیں کہ اس سے کچھ امید ہو سکے۔ اور مجھے اس شہر میں اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ اتفاق سے اس کا بازار میں ملنا اور اس کے دل میں اس تحریک کا ہونا حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ میری تو انگلیاں بھی لکھتے لکھتے تھک گئیں۔ بخدا اس طرف الہیہ ہے۔ میری ذاتی تحریک بالکل نہیں (اور مجھ تو اپنے پر ہمیشہ ... ہے) غرض یہ ہے کہ ممکن ہے حضور توجہ فرما دیں اور کتابوں کے لئے حکم دے دیں ۔

یورپ میں لڑائی نہایت شدت سے شروع ہے میں تو اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں "زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار" مجھے یہ پیشگوئی بھی چاہیئے۔

اگر آئندہ خطوں میں دیری ہو تو اس کا سبب حرب ہوگا نیز کے لئے دعا فرماتے رہیں بڑا خطرہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل پر مجھ اطمینان ہے۔ روپے مجھ ابھی تک نہیں ملے اور ممکن ہے جب تک لڑائی ہے نہ ملیں۔ بنکوں میں بھی روپے بند ہیں۔ سید عبد الجبار کے ۵۰۰ پونڈ بھی بند۔ لوگوں کو فکر ہو رہا ہے۔

میں دعا کا بہت محتاج ہوں۔ اہل بیت و احباب درس سے بھی سفارش فرما دیں۔ اور السلام علیکم۔ ولی اللہ

تازہ خبریں

رومانیہ نے ترکی کو متنبہ کیا ہے کہ اگر تم نے یونان سے جنگ کی۔ تو اس کے نتائج خوفناک نکلیں گے۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ اگر شنبہ و یکشنبہ جیسی چند لڑائیاں ہوئیں تو جرمن سپاہ اپنے آپ کو بالکل تباہ کر لیگی۔ برٹش گولہ باری نے پورے ڈویژنوں کو اُڑا دیا۔ اس خوفناک سزا کا اثر جرمن پیدل سپاہ کے اخلاق پر پڑنے لگا ہے برٹش افواج کے چہارم و پنجم ڈویژنوں نے تازہ لڑائیوں میں خصوصیت سے اپنے آپ کو ممتاز کیا۔ صرف میکلنبرگ کی سپاہ ہی کی بیس ہزار سے زیادہ جانیں کام آئیں ۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ صیغہ پریس مزید برٹش نقصان کی کیفیت ذیل بتاتا ہے۔ افسر ۱۸ مقتول اور ۷۰ مجروح ہوئے۔ ۸۶ افسر مفقود الخبر ہیں۔ ۵۲ سپاہی ہلاک اور ۳۱۲ مجروح ہوئے اور ۴۶۷۲ کا پتہ نہیں ملتا بہرکیف بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۹۸۲ آدمی جو ناقابل جنگ متصور ہو کر صدر مقام کو بھیجے گئے ہیں وہ بھی مفقود الخبروں میں داخل ہیں ۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ کل سے شامپین اور سنلس کے قطعات میں دشمنوں سے متحدہ افواج کی مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔ ۵۲۱۸ مزید برٹش نقصان جان کا اعلان ہوا ہے

لنڈن ۴ ستمبر۔ پیرس کے قلعے جرمنوں کو شہر سے سولہ میل کے فاصلہ پر رکھیں گے۔ دشمن کے پاس ایسی اتواپ موجود نہیں جن سے وہ قلعوں کو مسخر کئے بغیر پیرس پہنچ سکے۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ پیرس سے بکثرت لوگ نقل مکان کر رہے ہیں۔ خود حکام بھی نقل مکان کی ترغیب دلا رہے ہیں۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ پیرس کے اعلان میں یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ ایک موزوں افسر کے تحت میں فوج دار السلطنت (پیرس) کی حفاظت کریگی۔ لیکن اس اثناء میں ملک کے بقیہ حصہ میں برابر جنگ ہوتی رہیگی۔ ہماری کوئی سپاہ کمزور اور ضرر رسیدہ نہیں۔ جنگ میں سپاہیوں اور افسروں کی جو کمی ہوئی تھی وہ پوری کر لی گئی ہے۔ ہمیں جنگ کا مستقل ہونا چاہیئے کیا لیکہ انگریز سمندر میں دنیا سے دشمن کا قطع کر کے ہمارے معاون ہونگے۔ اور روسی برابر بڑھتے جاینگے ۔

شملہ ۴ ستمبر۔ اینڈی اور لنڈل دو چھوٹے جہاز سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہو گئے ہیں۔

ہندوستان سے امپیریل سروس فوجیں اور نیپال کنٹنجنٹ کے بھی میدان جنگ کو بھیجنے کا مشورہ ہے ۔

بوخاری پیرس سے بورڈو روانہ ہو گئے۔

لنڈن ۲ ستمبر۔ جاپانی۔ جرمن۔ چینی علاقہ کیاؤ شاؤ کے سات جزیروں پر قبضہ اور اس وقت تک ایک ہزار بحری سرنگیں سمندر سے دور کر چکے ہیں۔

حضور وائسرائے کے فرزند لفٹنٹ ہارڈنگ زخمی ہوئے

لنڈن ۲ ستمبر۔ جرمن اپنی پہلی صف حرب کی افواج کو تو بلجیم سے واپس منگا رہے ہیں اور انکی جگہ لینڈ ویہرا اور لینڈ سٹرم (یعنی رولیٹ و ملیشیا) افواج کے آدمی بھیجنے کا انتظام کر رہے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان افواج کے اسی ہزار سپاہیوں کو برسلز جانیکا حکم ہو چکا ہے۔

۲ ستمبر۔ جس طریق سے پیشقدمی کر رہے ہیں اس میں آدمیوں اور گولہ بارود کا بے انتہا صرف ہو رہا ہے۔ پس قیاس ہے کہ جرمن فوج پیرس پہنچنے تک بالکل تھک چکی ہوگی پیرس کے بیرونی قلعوں کا دور دائرہ تیس میل کے محیط میں ہے

۲ ستمبر۔ ملکہ بلجیم مع اولاد انگلستان میں لارڈ کرزن کی مہمان ہے عنقریب بلجیم واپس جانیوالی ہے۔

فرینچ فوج نے مقامات سینکورٹ اور الجومیا کے علاقہ میں جرمن ولیعہد کی فوج کو شکست دی ہے ۔

حضرت صاحبزادہ اولو العزم خلیفۃ المسیح و المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن سے بعض نوٹ

پارہ تیسواں ۔ سورۃ الانفطار بقیہ رکوع اوّل

حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے ۔ کہ یورپ کے لوگ کثرت سے اس سلسلہ میں داخل ہونگے ۔ اور باقی جو رہینگے ۔ ان کا وہی حال ہو گا جو کہ ہمیشہ سے ایسے قوموں کا ہوتا چلا آیا ہے ؛

وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِۙ ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِؕ	اور تجھ کس چیز نے بتایا ہے کہ یوم الدین کیا ہے ۔ پھر ہم کہتے ہیں ۔ تجھ کس چیز نے بتایا ہے کہ یوم الدین کیا ہے ؟
يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔاؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؏	جس دن کہ کوئی نفس کسی نفس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گا ۔ اسدن حکومت خدا تعالیٰ کے ہی ہاتھ ہوگی ۔ پھر جو اس

کے نیک بندے ہونگے ۔ انہیں دیگا ؎

سورۃ التطفیف رکوع اوّل

(مورخہ ۸ ۔ جون ۱۹۱۳ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے ساتھ تجارت کا خاص تعلق ہے ۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے وہاں تجارت کا بھی ضرور ذکر ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں تجارت کی کثرت ہونی تھی ۔ اس لئے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بار بار بیان فرمایا ہے اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے ۔ جو کہ اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہے ۔ ان سورتوں میں بھی چونکہ مسیح موعود کا ذکر ہے ۔ اس لئے ساتھ ہی تجارت کا بھی ذکر فرما دیا ہے ۔ آجکل بہت کثرت سے تجارت ہو رہی ہے ۔ اس سے پہلے دنیا میں کبھی تجارت کو ایسی ترقی نہیں ہوئی ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو سامان اس کی ترقی کے لئے اس وقت موجود ہیں پہلے نہیں تھے ۔ آجکل ریلوں کے ذریعے تازہ بتازہ میوے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچائے جاتے ہیں ۔ بعض میوے اس قسم کے ہوتے ہیں ۔ کہ اگر صبح توڑے جائیں تو شام کو خراب ہو جاتے ہیں ۔ اگر ریلیں نہ ہوں تو وہ کہاں دوسری جگہ صحیح و سالم پہنچ سکتے ہیں ۔ پہلے زمانے میں چونکہ تجارت کے اسباب کم اور ذرائع محدود تھے ۔ اس لئے اس کو زیادہ فروغ نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس وقت اگر ایک ملک میں قحط پڑ جاتا ۔ تو پاس کا ملک اس کی کچھ مدد نہ کر سکتا تھا ۔ لیکن اب ہر ایک جگہ ریلوں کے ذریعے غلہ پہنچایا جاتا ہے ۔ تو اس زمانہ میں چونکہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں اشیاء پہنچانے کے سامان بڑھ گئے ہیں ۔ اس لئے تجارت میں بھی زیادہ رونق ہے ۔ ڈاک اور تار نے بھی تجارت میں بڑی مدد دی ہے ۔ تاجروں کو منٹوں اور سیکنڈوں میں ان کی وجہ سے سینکڑوں روپے کا منافع ہو جاتا ہے ۔ مجھ علم ہے کہ میں لاہور ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ تار پہنچا کہ ربڑ کی قیمت دوگنی ہو گئی ہے ۔ وہ یہ اندازہ لگا کر کہ فلاں دکان پر مجھ سے اتنے منٹ بعد تار پہنچیگا ۔ دوڑا ہوا گیا تاکہ تمام ربڑ اس سے خریدے ۔ لیکن ان کے سودا کرتے ہوئے تار پہنچ گیا اس نے اس دکاندار نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا ۔ سوداگر تار کی وجہ سے بڑا بڑا منافع حاصل کرتے ہیں ۔ اس زمانہ میں تجارت کی لا انتہا ترقی ہوئی ہے ۔ لیکن تجارت کی ترقی کے ساتھ تجارتی دھوکہ اور فریب بھی بڑھ گیا ہے ۔ کیونکہ بعض تاجر اپنی کامیابی کو دھوکہ سے وابستہ خیال کر لیتے ہیں ۔ چنانچہ اس وقت جبکہ تجارت اپنے زور پر ہے ۔ اور ہزاروں قسم کی نئی تجارتیں نکل آئی ہیں ۔ بعض تاجروں نے کثرت سے لوگوں کو نقصان پہنچانے کی کئی قسم کی تدابیر بھی ایجاد کر لی ہیں ۔ بعض غلہ فروش کمپنیوں کے ایجنٹ غلہ خریدتے ہیں ۔ اور اس میں باریک غبار ملا دیتے ہیں ۔ چونکہ لاکھوں کا غلہ ہوتا ہے ۔ اس لئے ان کی یہ چالاکی چھپی رہتی ہے ۔ اور ہر ایک کو اس کا پتہ نہیں لگتا ۔ بعض لوگ غلے کو پانی کے چھینٹے دیتے ہیں ۔ تاکہ بوجھل ہو جائے اسی طرح اگر کسی کو کچھ خریدنا ہوتا ہے ۔ تو کہتا ہے ۔ میں نے اتنا مال لیا تمہیں شرم نہیں آتی ۔ کہ پھر بھی کچھ رعایت نہیں کرتے اور اگر بیچنا ہوتا ہے تو کہتا ہے ۔ کہ کیا تم ہمارا گھر ہی لوٹ کر لے جاؤ گے ۔ بمبئی کے بعض تجار کی نسبت تو عجیب روایت سنی گئی ہے ۔ کہ بعض تاجروں کے تین قسم کے ترازو ہوتے (۱) پورے وزن کے (۲) بھاری (۳) ہلکے ۔ اور ان کے انھوں نے عجیب عجیب نام رکھے ہوئے ہیں ۔ کسی ترازو کا نام سبحان اللہ ۔ کسی کا استغفر اللہ ۔ کسی کا لاحول ولا قوۃ ۔ تو جس قسم کا کوئی آدمی دیکھتے ہیں ۔ اسی طرح کا اس سے سلوک کرتے ہیں ۔ اگر ہوشیار آدمی ہوا تو اصل بٹہ لانے کا ذکر کو کہدیا اور وہ لفظ بولدیا ۔ جس سے اصل بٹوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے ۔ مثلاً یہ کہ سبحان اللہ سبحان اللہ میاں بٹے اُٹھا دو ۔ نوکر سمجھ جاتا ہے کہ اصل بٹے لانے ہیں ۔ کوئی سادہ لوح آیا تو چھوٹے بٹے منگوا لئے سودا لینا ہوا تو بڑے منگوا لئے ۔ غرضیکہ دین کو بھی شرارت میں شامل کر لیتے ہیں ۔ ابھی چند دنوں کا ذکر ہے ۔ کہ بمبئی میں پچہتر لاکھ کی ڈگری چلی ہے ۔ اب اس کا مقدمہ چل

Digitized by Khilafat Library

رہتے ہیں۔ اور کئی قسم کے گند اس میں سے نکل رہے ہیں ؛

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝

چونکہ اس سورۃ میں آخری زمانہ کا ذکر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ افسوس ان پر ہلاکت ان کے لئے۔ سختی ان کے لئے جو مطففین ہیں۔

مطففین ان کو کہتے ہیں۔ جو سودا دیتے وقت اس میں سے تھوڑی سی کمی کر دیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مطففین کا لفظ رکھا ہے جس سے مُراد یہ ہے کہ تھوڑا نقصان پہنچانے والے کے لئے بھی ہلاکت ہے۔ اس لئے کسی کو تھوڑا نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہیئے۔ چہ جائیکہ زیادہ پہنچایا جاوے ؛

الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ایسے لوگ خود کوئی چیز لیتے ہیں تب تو پورا ماپ کر لیتے ہیں۔ مگر جب ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو لوگوں کے حق مار کر ان کو نقصان پہنچاتے ہیں ؛

أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

کیا سمجھتے نہیں کہ یہ اٹھائے جائینگے اور ان سے حساب لیا جائے گا واقعہ میں ایسے شریر لوگوں کو خیال نہیں ہوتا کہ ہمارا بھی کبھی حساب لیا جائیگا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا یہ لوگ گمان اور وہم نہیں کرتے۔ کہ ہم کبھی مبعوث کئے جاوینگے اور ہم سے پوچھا جائے گا۔ ایک بڑے دن

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

جس دن کہ لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے ؛

اس آیت نے کم تولنے والے لوگوں کو کیسی شرم دلائی ہے۔ رب العالمین کا لفظ رکھ کر بتایا ہے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو رازق نہیں سمجھتے کہ تجارت میں ایسی چالاکیاں کر کے ناجائز فائدہ حاصل کرتے ہو۔ خدا تو وہ ہے۔ جس نے تمہیں تمہارے باپوں کے جسموں میں رکھ کر بھی رزق دیا۔ پھر نطفہ بنا کر ماؤں کے رحم میں ڈالا۔ اور وہاں بھی رزق دیتا رہا۔ پھر جب باہر نکالا تو تمہارے لئے پہلے ہی سے تمہاری ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ تیار رکھا۔ پھر تم جب ذرا بڑے ہوئے۔ تو تمہارے لئے نرم نرم چیزیں موجود کیں۔ پھر جب تمہارے دانت سخت ہو گئے تو سخت چیزیں کھانے کے لئے دیں۔ پھر جب تم بوڑھے ہو گئے تو ایسی حالت کے مطابق غذائیں مہیا کیں۔ اور اگر تم بچپن میں ماں کا دودھ پیتے تھے تو بڑھاپے میں جانوروں کے دودھ تمہیں پلائے گئے۔ تو جب کوئی زمانہ بھی تم پر ایسا نہیں آیا کہ اس میں تمہیں حسب حال غذائیں نہ ملی ہوں تو پھر کیسے شرم کی بات ہے۔ کہ تم رب العالمین کے احکام کی خلاف ورزی کرتے اور لوگوں کو کم اس واسطے دیتے ہو کہ اگر ایسا نہ کریں تو کھائیں کہاں سے۔ تمہیں اگر اپنی حالت دیکھ کر بھی شرم نہیں آتی تو دنیا کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو ہی دیکھ لو کہ کس طرح ہم اس کو رزق دے رہے ہیں۔ مکھی۔ بلی۔ چوہے۔ مکھی۔ چیونٹی۔ حتیٰ کہ پاخانے کے کیڑے تک کو ہم رزق دیتے ہیں اور کیوں ہم ہر ایک چیز کو رزق نہ دیں۔ جبکہ ہم رب العالمین ہیں۔ کیا تمہیں اب بھی شرم نہیں آتی۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے کیڑے کے لئے تو ہم نے رزق کے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ لیکن کیا تم جو اشرف المخلوقات ہو۔ تمہارے لئے کچھ نہیں کیا ؛

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رب العالمین کا لفظ رکھا ہے تاکہ ایسے لوگ جو خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھ کر دغا بازی کرتے ہیں انکو سخت ذلیل کیا جاوے۔ اگر ایک شخص کسی بڑے امیر کے ہاں مہمان جائے اور وہ اس کے لئے بڑے بڑے اعلےٰ کھانے بھجوائے لیکن اگر وہ باورچیخانے میں جا کر باورچی کی روٹی چُرائے تو سخت ذلیل و خوار ہو جائیگا اور وہ امیر اس کا منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کریگا تو خدا تعالیٰ کے اتنے احسانات ہوتے ہوئے جو بددیانتی کرے۔ اس کے لئے کس قدر شرم کی بات ہے ؛

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جیب کے لئے علیحدہ علیحدہ رزق مقرر فرما دیا ہوا ہے۔ انسان کھیتی کرتا ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اگر سارے کا سارا غلہ ہی پیدا ہوتا۔ تو وہ مویشیوں کو کھانے کے لئے غلہ دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے غلے کے ساتھ بھوسہ کچھ دیا ہے۔ اور چونکہ انسان کا پیٹ بہ نسبت حیوان کے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے غلہ کم اور بھوسہ زیادہ رکھا ہے جو کہ چوپائے کھاتے ہیں۔ اسی طرح اور چیزوں میں بھی خدا تعالیٰ نے دوسرے جانوروں کا مناسب حصہ رکھا ہے ؛

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝

خبردار ایسا نہیں ہے۔ بلکہ فجار کی کتاب سجین میں ہے۔

سجین (۱) وہ چیز ہوتی ہے جو دائم رہنے والی ہو (۲) سخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فجار کے لئے سختیاں اور شدائد مقدر کر دیگئی ہیں ؛

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝

اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی یعنی کتاب فجار۔ ایک تحریر شدہ کتاب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ شریروں کی شرارت کی سزا ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ نے تجویز کر رکھی ہے۔ جس طرح ایک تحریر کردہ کتاب میں ردو بدل کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح ان کی شرارتوں کی سزاؤں میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہ نہیں کہ وہ اس سزا سے بچ جائینگے بلکہ سزا کے قانون جو مقرر ہو چکے ہیں انمیں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝

وہ لوگ جو یوم دین کو جھٹلاتے ہیں۔ ان کے لئے ہلاکت ہے اس دن ؛